الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

الحمد لله که این نسخهٔ نادره مؤلفهٔ حامی شریعت پیر طریقت مولانا رشید احمد محدث گنگوهی سلمه الله تعالی

الرأی النجیح فی عدد رکعات التراویح

از اهتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا عنه الصمد بماه ستمبر سنه ۱۸۹۸ء مطابق سنه ۱۳۱۶ھ

مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ صلوٰۃ تہجد اور صلوٰۃ تراویح دو نماز ہین یا ایک اور صلوٰۃ تراویح کی جو بیس رکعۃ پڑہتے ہین آیا یہ مسنون ہین یا بدعت اور قرون ثلثہ مین سے کسی عالم کی رائے بست رکعۃ کے بدعت ہونے کی ہوئی ہے یا نہین اور ائمہ مجتہدین کا اسمین کیا مذہب ہے

بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجــــــــــــــــواب

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

اقول وباللہ التوفیق کہ نماز تہجد اور نماز تراویح ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہین کہ ہر دو کی تشریع اور احکام جدا ہین کہ تہجد ابتداء اسلام مین تمام اُمت پر فرض ہوا اور بعد ایک سال کے تہجد کی فرضیت منسوخ ہو کر تہجد تطوعاً رمضان وغیر رمضان مین جاری رہا قال تعالے یاایہا المزمل قم الیل الآیہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین حدیث طویل مین کہ تہجد بعد فرض ہونیکے نفل ہوگیا چنانچہ ابوداود نے روایۃ کیا ہے قال قلت حدثینی عن قیام الیل قالت الست تقرأ یاایہا المزمل[1] قال قلت بلی قالت فان اول ہذہ السورۃ نزلت فقام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے انتفخت اقدامہم وحبس خاتمتہا فی السماء اثنے عشر شہرا ثم نزل اٰخرہا فصار قیام الیل تطوعا بعد فریضۃ

[1] اے چادر اوڑہنے والے (یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) جاگ رات مین [2] کہا راوی نے عرض کی مینے (یعنے حضرت عائشہ کی خدمت مین) حدیث بیان کیجیے مجہسے آنحضرت کے قیام لیل کے بارہ مین فرمایا حضرت عائشہ نے کیا نہین پڑہتا تو یاایہا المزمل کہا عرض کی مینے ہان پڑہتا ہون فرمایا جب اول اس سورت کا نازل ہوا تو صحابۂ آنحضرت نے قیام لیل کا کیا یہانتک کہ ورم آگیا اُنکے قدمون پر اور روک لیا اللہ تعالے نے خاتمہ اس سورت کا آسمان مین بارہ مہینہ تک پہر نازل ہوا آخر اُسکا اور قیام لیل فرض سے نفل ہوگیا۔

الے آخر الحدیث اس سے ثابت ہوا کہ تہجد قبل ہجرۃ ابتداء اسلام مین تطوعًا مشروع ہو چکا تھا اور اُسپر سب صحابہ تطوعًا رمضان وغیر رمضان مین عملدرآمد رکھتے تھے اور تراویح کا اُسوقت مین کہین وجود نہین تھا پھر بعد ہجرۃ کے جب صوم رمضان فرض ہوا تو اُسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اُسمین یہ فرمایا (۱) جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعا الے آخر الحدیث اس روایۃ کو مشکوۃ نے بیہقی سے نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیام رمضان اُسوقت تنفلا مقرر ہوا اور اس سے یہ سمجھنا کہ تہجد جو سابق سے تطوع تھا اُسکا ذکر فرمایا ہے بعید ہے کیونکہ اگر یہہ مقصود ہوتا تو اسطرح فرماتے کہ نماز تہجد اب بھی نفل ہی ہے یا مثل اسکے کچھ الفاظ فرماتے اسواسطے کہ تہجد پہلے سے رمضان مین جاری تھا پھر اب اُسکا ذکر کرنا کیا ضرور تھا جیسا کہ دیگر صلوات فرض ونفل کا کچھ ذکر نہین فرمایا البتہ بعض احادیث مین اعمال رمضان کی فضیلت فرمائی ہے اور اس فقرہ مین کوئی فضیلت کی بات نہین بلکہ دوسری صلوۃ نفل کی مشروعیۃ کا ذکر ہونا ظاہر ہے اور دوسری روایۃ سنن ابن ماجہ کی اس طرح پر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۲) کتب اللہ علیکم صیامہ وسننت لکم قیامہ اس روایۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باذن اللہ تعالے قیام رمضان کو تطوعًا مقرر فرمایا حالانکہ تہجد خود بحکم خدا تعالے کے قبل اس سے نفل ہو چکا تھا اور قیام رمضان کو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تنفل فرمایا سو اس سے بھی معلوم ہوا کہ تہجد وتراویح تشریعا دو نماز ہین کہ دو وقت مین مقرر کی گئی ہین اور تہجد قرآن شریف سے ثابت ہوا اور تراویح حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر روز تہجد کو آخر شب مین پڑھا ہے چنانچہ بخاری ومسلم کی روایت ہے ۔ (۳) قلت فای حین کان یقوم من اللیل قال کان یقوم اذا سمع الصارخ اور دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور

---

(۱) کر دیے اللہ تعالے نے روزہ اُسکے فرض اور قیام اُسکا نفل ۱۲ (۲) فرض کر دیے اللہ تعالے نے روزہ اُسکے یعنے رمضان کے) اور سنت بنایا مینے قیام اُسکا ۱۲ (۳) پھر کہا مینے (یعنے راوی نے) پس کس وقت تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھتے رات سے فرمایا جب سُنتے تھے آواز مرغ کی ۱۲

تراویح کو اپنے اول لیل مین پڑہا ہے مشکوۃ شریف مین ہے عن[۱] ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا شیئا من الشہر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذہب ثلث اللیل فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخامسۃ قام بنا حتی ذہب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو نفلتنا قیام ہذہ اللیلۃ فقال ان الرجل اذا صلے مع الامام حتی ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقم بنا حتے بقی ثلث اللیل فلما کانت الثالثۃ جمع اہلہ ونساءہ والناس فقام بنا حتے خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشہر رواہ ابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ پہلی اور دوسری دفعہ مین تو نصف لیل تک فراغت پائی اور تیسرے دن اول سے لیکر اخیر شب تک ادا فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوۃ جداگانہ ہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑہتے تہے کبہی بہ تداعی جماعت نہین فرمائی اگر کوئی شخص آ کہڑا ہوا تو مضائقہ نہین جیسا کہ مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ خود ایکدفعہ

---

[۱] مروی ہے حضرت ابوذرؓ سے کہ روزہ رکہے ہمنے ساتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پس نہ قیام کیا ہمارے ساتہ مہینہ میں سے یہانتک کہ سات دن رہگئے اور مہینہ انتیس[۲۹] کا تہا پس قیام کیا ہمارے ساتہ (یعنے تیئیسوین رات کو) یہانتک کہ گزر گئی تہائی رات پس جب چہٹی رات آئی (یعنے مہینہ کی آخر سے شمار کرتے ہوے اور وہ انتیس[۲۹] والے مہینہ مین چوبیسوین رات ہے) نہ قیام کیا ہمارے ساتہ پہر جب اسی حساب سے پانچوین رات کہ فی الحقیقۃ پچیسوین ہے پیش آئی تو قیام کیا ہمارے ساتہ یہانتک کہ نصف رات گزر گئی پس عرض کی مینے (یعنے ابوذرؓ نے) یا رسول اللہ کاشکے زیادہ کرتے آپ ہمارے لیے قیام اُس رات کا فرمایا البتہ شخص جب نماز پڑہتا ہے امام کے ساتہ یہانتک کہ امام فارغ ہو جائے لکہا جاتا ہے اُسکے حق مین قیام ساری رات کا (یعنے اگرچہ ساری رات کا قیام نہ کیا ہو) پہر جب اسی حساب سے چوتہی رات آئی (کہ وہ فی الحقیقت چہبیسوین ہے) نہ قیام کیا ہمارے ساتہ یہانتک کہ باقی رہی تہائی رات پھر جب تیسری رات آئی کہ وہ فی الحقیقت ستائیسوین ہے) جمع کیا اپنے کنبہ کو اور لوگونکو پس قیام کیا ہمارے ساتہ یہانتک کہ ڈرے ہم کہ فوت ہو جائے ہم سے فلاح عرض کی مینے کہ کیا مراد ہے فلاح سے فرمایا کہ سحری پہر قیام نہ کیا ہمارے ساتہ باقی مہینہ مین (یعنے اٹہائیسوین اور انتیسوین کو) ۱۲۔

آپکے پیچہے جاکہڑے ہوے تہے بخلاف تراویح کے کہ اسکو چند بار تداعی کے ساتہہ جماعت کرکے ادا کیا چنانچہ اسی حدیث ابی ذر سے واضح ہے اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوۃ جداگانہ ہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کے واسطے تمام رات کبہی نہین جاگے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا بیان تہجد مین فرماتی ہین ولا اعلم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ القرآن کلہ فی لیلۃ واحدۃ ولا صلے لیلۃ الی الصبح الی اخر الحدیث اور یہ انکی تحدید صلوۃ تہجد مین ہے ورنہ صلوۃ تراویح مین صبح تک نماز پڑہنا روایت ابو ذر سے خود ثابت ہو چکا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہی خود اسکا علم ہے اسواسطے کہ آپ نے اپنی سب اہل و نساء کو جمع کیا تہا پہر باوجود اس امر کے جو آپ انکار احیاء تمام لیل کا فرماتی ہین تو یہ کہنا کہ آپ کو خبر نہین یا نسیان ہوا نہایت بیجا ہے بلکہ یہہ وجہ ہے کہ انکار احیاء تمام لیل کا صلوۃ تہجد مین وارد ہوا کیونکہ سعد بن ہشام راوی حدیث صلوۃ تہجد ہی کو پوچہتے تہے اور اسی کے باب مین آپ نے یہہ امر فرمایا تہا چنانچہ مسلم مین یہہ روایت موجود ہے نہ تراویح مین کہ اسکا یہان ذکر ہی نہین تہا علے ہذا جو ابو سلمہ نے قیام رمضان کو پوچہا ہے تو وہان بہی مراد قیام رمضان سے تہجد ماہ رمضان کا ہے غرض انکی یہ تہی کہ تہجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رمضان مین بہ نسبت اور شہور کے زیادہ ہوتا تہا یا نہین بخاری مین ہے عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سأل عائشۃ کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ

۱؎ اور نہین دیکہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ پڑہا ہو سارا کلام اللہ ایک رات مین یا نماز پڑہی ہو ساری رات مین ۱۲ ۲؎ مروی ہے حضرت ابو سلمہ ابن عبد الرحمن سے کہ انہون نے حضرت عائشہ رض سے سوال کیا کہ نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رمضان مین (یعنے تہجد کی) کیسی تہی پس فرمایا حضرت عائشہ رض نے کہ نہ زائد کرتے تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان اور خارج رمضان کے گیارہ رکعت پر۔ نماز پڑہا کرتے تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار رکعتین پس نہ پوچہیے انکے حسن اور درازی سے پہر پڑہتے تہے چار رکعت پس نہ پوچہیے انکے حسن اور درازی

رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثا فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی

کیونکہ ظاہر متبادر اس حدیث سے یہہ ہے کہ ابو سلمہ نے خاص قیام رمضان کو سوال کیا اور حضرت عائشہ نے یہہ فرمایا کہ رمضان مین کوئی خاص نماز نہین تہی بلکہ رمضان وغیر رمضان مین ہر روز گیارہ رکعت پڑہتے تہے اس سے زیادہ کبہی نہین پڑہتے تہے اور ہیئۃ پڑہنے کی یہہ تہی کہ چار رکعت پڑہے اور سو گئے پہر چار رکعت پڑہی اور سو گئے پہر تین وتر پڑہے اور دائماً یہی عادت تہی رمضان وغیر رمضان مین اسکے خلاف نہین پس اگر اسکے یہی معنے ہین تو یہہ حدیث بہت سی روایات کے معارض ہوتی ہے اور واقع کے بہی خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ خود آپ ہی تیرہ رکعت روایت فرماتی ہین چنانچہ موطا امام مالک مین ہے عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ثلث عشرۃ رکعۃ ثم یصلی اذا سمع النداء للصبح برکعتین خفیفتین انتہی اور حضرت ابن عباس خود تیرہ رکعۃ تہجد کی غیر رمضان مین نقل کرتے ہین اور بعض دیگر صحابی بہی تیرہ رکعت روایت کرتے ہین اور یہہ دونون ہیئۃ صلوٰۃ کی بہی خلاف اس ہیئۃ مذکورہ فی حدیث عائشہ کے ہے چنانچہ مسلم مین ایک روایت طویلہ ابن عباس سے مروی ہے قال ابن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذہبت فقمت الی جنبہ فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی

سے پہر پڑہتی تہی تین رکعت پس عرض کی مینے (یعنے حضرت عائشہؓ نے) کیا سوتے ہین آپ یا حضرت وتر پڑہنے سے پہلے فرمایا آپ نے اے عائشہ آنکہین میری سوتی ہین اور نہین سوتا دل میرا ۱۲ ؎ مروی ہے حضرت عائشہ سے کہ تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑہتی رات مین تیرہ رکعتین پہر پڑہتی تہی جب سنتی تہی اذان صبح کی دو رکعتین ہلکی ۱۲ ؎ فرمایا ابن عباس نے پس اٹہا مین اور کیا مینے جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا (یعنے وضو کیا) پہر گیا مین اور کہڑا ہوا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (یعنے بائین طرف) پس رکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے داہنا ہاتہہ اپنا میرے سر پر اور پکڑا داہنا کان میرا کہینچتی تہی اسے (یعنے داہنی طرف کر دیا) پس

علی راسی و اخذ باذنی الیمنی یفتلها فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم
رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاءہ المؤذن فقام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح
اور ایک دوسری روایت مین ابن عباس فرماتے ہین جو مسلم مین موجود ہے فقام فصلی فقمت
عن یسارہ فاخذ بیدی فادارنی عن یمینہ فتتامت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ ثم اضطجع فنام حتی نفخ الی آخر الحدیث اور زید بن خالد الجہنی سے مسلم مین
روایت ہے عن زید بن خالد الجہنی انہ قال لارمقن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فصلی رکعتین خفیفتین ثم رکعتین طویلتین طویلتین طویلتین ثم صلی رکعتین وہما
دون اللتین قبلہما ثم صلی رکعتین وہما دون اللتین قبلہما ثم صلی رکعتین وہما دون اللتین قبلہما
ثم صلی رکعتین وہما دون اللتین قبلہما ثم اوتر فذلک ثلث عشرۃ رکعۃ دیکھو یہہ احادیث ثلاثہ عدد رکعات
اور ہیئۃ ادا دونون مین خلاف اُس حدیث عائشہ کے ہین۔ اور اوپر حدیث ابو ذر سے معلوم ہوا
کہ تین روز جو آپ نے نماز رمضان مین پڑہی اگرچہ اُسکے عدد رکعات معلوم نہین مگر ہرگز اُسمین
چار چار رکعت پڑہکر آپ نہین سوئے اور تین روز دوسری رمضان مین جو بجماعت نماز پڑہی
اوسمین بہی یہہ ہیئۃ ثابت نہین ہوئی اور احادیث مین شدۃ اجتہاد عبادت رمضان کا مذکور ہے

پڑہی دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر وتر پڑہے پہر لیٹ گئے
یہانتک کہ موذن آیا پس اُٹھے اور دو رکعتین خفیف پڑہین پہر نکلے اور نماز فجر کی پڑہی ۱۲ ۱ف پس اُٹھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑہی پس کہڑا ہوا مین بائین طرف اُنکی پس پکڑا ہاتہہ میرا اور پہیرا اپنی طرف پس
تمام نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تیرہ رکعت ہوی پہر پڑکر سو گئے یہانتک کہ آپ کے سانس مبارک
کی آواز معلوم ہوتی تہی ۱۲ ۲ف مروی ہے زید بن خالد جہنی سے کہا اُنہون نے ارادہ کیا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنے کا پس پڑہی آپ نے دو رکعتین خفیف پہر دو رکعتین بہت طویل پہر اور
دو خفیف پہلیون سے پہر اور دو اور وہ خفیف تہین اپنی پہلیون سے پہر اور دو ایسی ہی پہر اور دو ایسی ہی
پہر اس نماز کے ساتہ وتر ملایا پس یہ سب تیرہ رکعتین ہوئین ۱۲

وہ بہی اسکے خلاف ہے کیونکہ جب سب شہور کی صلوۃ لیل برابر تہی تو شدۃ اجتہاد کے کیا معنے اور جن روایتون مین آیا ہے کہ رمضان مین خصوصاً عشرہ اخیرہ مین نہین سوتے تہے وہ بہی اسکے خلاف ہے چنانچہ بخاری مین ہے [51] اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیی لیلہ وایقظ اھلہ الحدیث اور بیہقی نے روایت کیا ہے [52] اذا دخل رمضان لم یات فراشہ حتی ینسلخ الحدیث ان دونو حدیثون سے شدۃ اجتہاد عبادۃ اور احیاے تمام لیل حاصل ہے نہ مساواۃ رمضان وغیر رمضان کی اور حضرت عائشہ نے جو بیان تہجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سعد بن ہشام سے کیا وہ بہی اس روایتہ کے خلاف ہے چنانچہ روایت طویلہ مین حضرت عائشہ فرماتی ہین [53] فقالت کنا نعد لہ سواکہ وطہورہ فیبعثہ اللہ ماشاء ان یبعثہ من اللیل فیتسوک ویتوضأ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیہا الا فی الثامنۃ فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینہض ولا یسلم ثم یقوم فیصلی التاسعۃ ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیما یسمعنا ثم یصلی رکعتین بعد ما یسلم وھو قاعد فتلک احدی عشرۃ رکعۃ یا بنی الحدیث الحاصل نفی زیادۃ رکعات کی گیارہ سے اور یہہ ہئیتہ خاص مخدوش ہوتی ہے لہذا حق یہہ ہے کہ معنے حدیث کے یہہ ہین کہ ابو سلمہ نے باین وجہ کہ رمضان مین آپ کا اجتہاد عبادت زیادہ ہوتا تہا تہجد رمضان کو پوچہا تہا کہ آیا رمضان مین تہجد آپ کا بہ نسبت اور ایام کے

---

[51] جب داخل ہوتا تہا اخیر عشرہ رمضان کا باندہ لیتے تہے تہ بند اپنا اور جگاتے تہے کنبہ اپنے کو ۱۲ [52] جب داخل ہوتا تہا رمضان نہین آتی تہی اپنے بچہونے پر یہانتک کہ نکلجائے ۱۲ [53] فرمایا حضرت عائشہ رضی نے کہ تہے ہم تیار رکہتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور پانی وضو کا سو اُٹہتے تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات مین جب اُٹہائی اللہ تعالے انکو پس مسواک کرتے تہے اور وضو اور پڑہتے تہے نو رکعتین نہین بیٹہتی تہی اونمین سے مگر آٹہوین مین (یعنے وتر کی دو رکعت کے بعد اور تیسرے کی پہلی) پہر یاد کرتے تہے اللہ کو اور ثنا کرتے تہے اُسکی اور دعا مانگتے تہے پہر کہڑے ہوتے تہے اور سلام نہ پہیرتے پہر پڑہتی نوین رکعت اور قعدہ کرتے اور یاد کرتے اللہ کو اور ثنا کرتے اُسکی اور دعا مانگتے پہر سلام پہیرتے ایسے سلام کہ ہمین سنائی دیتی پہر پڑہتے تہی دو رکعت بعد سلام کے بیٹہہ کر پس یہ گیارہ رکعت ہوئین اے بیٹے ۱۲۔

زیادہ ہوتا تہا یا نہین تو حضرت عائشہ نے زیادہ تہجد کی نفی کی صلوۃ تراویح سے اسمین کچہ بحث نہین نہ سوال مین نہ جواب مین اور گیارہ رکعت کا ذکر اکثر یہ ہے نہ کلیہ کہ اکثر تہجد کی رکعات آپ کی گیارہ ہوتی ہین اگرچہ احیانا اس سے زیادہ بہی پڑہی ہین تو اِس حدیث مین نہ احیانا زیادہ تہجد کی نفی ہے اور نہ ذکر قیام رمضان کا جو سوائے تہجد کے ہے بلکہ ذکر اُن عدد رکعات کا ہے جو اکثر اوقات تہجد رمضان وغیر رمضان مین ہوتا تہا. اور بعد اُسکے یہ جملہ یصلی اربعًا الخ یہ دوسرا امر ہے جس سے آپ کی قوۃ عبادت پر تنبیہ منظور ہے کہ نوم ویقظہ آپ کے اختیار مین تہا جب چاہین جاگین جب چاہین سوئین اور آپ احیانا ایسا کرتے تہے نہ اِس ہیئۃ کو خصوصیت رمضان سے ہے نہ لزوم اُن رکعات سے بلکہ یہہ بعض اوقات کی حالت کا بیان ہے اور یہہ مستقل جملہ ہے چونکہ قاعدہ بلاغت مین مقرر ہوچکا ہے کہ عطف جملہ کا جملہ پر اُسوقت کرتے ہین کہ ہر دو جملون مین بعض وجہ سے اتصال اور بعض وجہ سے انفصال ہو اگر بالکل اتصال ہو یا بالکل انفصال ہو تو حرف عطف ذکر نہین کرتے پس یہان حرف عطف ذکر نہ کرنا بوجہ کمال انفصال ہے نہ بوجہ کمال اتصال چونکہ بیان شدت اجتہاد تہا اسوجہ سے اس کلام کو آپ نے ذکر کیا ورنہ جواب اُنکے سوال کا جو عدد رکعات تہجد رمضان کا استفسار تہا وہ تمام ہوچکا تہا پس اس تقریر پر نہ معارضہ احادیث سے زیادت کا باقی رہا اور نہ ہیئۃ کا اور نہ احیاء تمام لیل کا. سب احادیث مطابق واقع کے اور باہم موافق ہوگئین اور یہی مراد حضرت عائشہ صدیقہ کی ہے پس معلوم ہوا کہ تمام شب نماز نہ پڑہنا تہجد کے واسطے ہے اور پڑہنا تراویح کے واسطے۔ اور بخاری نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعۃ تراویح کو جو اول وقت مین حضرت اُبی کرا رہے تہے اور یہہ جماعۃ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کرائی ہوئی تہی دیکہکر یہہ فرمایا والتی تنامون عنہا افضل من التی تقومون تو اس سے بہی اگر مغایرت دونون نمازون کی نکالی جاوے تو بعید نہین کیونکہ معنے اس قول کے یہہ ہین کہ جو نماز کہ اُس سے سو رہتے ہو تم یعنے تہجد کہ آخر رات مین ہوتی ہے افضل ہے اُس نماز سے جو پڑہتے ہو تم یعنے تراویح کہ اول

وقت پڑہتے تہے اور چونکہ یہہ لوگ تراویح کو پڑہکر تہجد کو نہین اُٹہتے تہے توحضرت عمرؓ نے انکو رغبت تہجد پڑہنے کی بہی دلائی کہ افضل کو ترک کرنا نہ چاہیئے لہذا اول وقت مین تراویح اور آخر مین تہجد ادا کرین ورنہ اس تراویح کو ہی اخیر وقت مین پڑہین کہ فضیلت بہی حاصل ہو جاوے اور آخر وقت کی تراویح سے تہجد بہی حاصل ہو جاوے کہ بتداخل صلوتین دونون نماز کا ثواب ملتا ہے اور اس سے فضیلت وقت بہی معلوم ہو گئے چنانچہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے صراحۃً یہہ ثابت نہین ہوا کہ جب آپ نے اول رات مین تین روز تراویح پڑہی تو اخیر وقت مین تہجد پڑہا یا نہین واللہ اعلم مگر فعل بعض صحابہ سے اسکا نشان ملتا ہے چنانچہ ابو داؤد نے قیس بن طلق سے روایت کی ہےؔ زارنا طلق بن علی فی یوم من رمضان وامسی عندنا وافطر ثم قام بنا تلک اللیلۃ واوتربنا ثم انحدر الی مسجدہ فصلے باصحابہ حتی اذا بقی الوتر قدم رجلا فقال اوتر باصحابک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول لا وتران فی لیلۃ انتہے اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ طلق بن علی نے اول لوگون کے ساتہہ موافق فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اول وقت مین تراویح ادا کی اور وتر بہی اُسکے ساتہہ پڑہے جیسا کہ فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور بعد اُسکے اپنی مسجد مین جاکر آخر وقت مین تہجد ادا کیا اور اُسکے ساتہہ وتر نہین پڑہے اور مقتدیون کو حکم کیا کہ تم اپنے وتر پڑہ لو اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کے ساتہہ وتر پڑہتے تہے تو لہذا وہ مقتدی تہجد گذار کے ساتہہ وتر پڑہنا چاہتے تہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دونون وقت مین نماز پڑہی گئی اور صحابہؓ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین نہایت سرگرم تہے سو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ

ؔ کہا قیس بن طلق نے زیارت کی ہمارے طلق بن علی کے دن مین رمضان کی اور شام کی ہمارے پاس اور افطار کیا پہر قیام کیا ہمارے ساتہہ اُس رات مین اور وتر پڑہے ہمارے ساتہ پہر گئے اپنی مسجد کی طرف اور نماز پڑہی اپنے ساتہیون کو یہانتک کہ باقی رہگئے وتر پہر آگے کیا کسی آدمی کو اور کہا وتر پڑہا اپنے ساتہیون کو اسواسطے کہ سنا ہے مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تہے ایک رات مین دو دفعہ وتر نہین ۱۲

وسلم نے دوسرے وقت مین تہجد پڑہا ہوگا اور یہ جو بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہین اذا دخل العشر شد میزرہ واحیی لیلہ وایقظ اہلہ اس سے تین امر ثابت ہوتے ہین اول یہہ کہ ان ایام مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام رات جاگے ہین اسواسطے کہ احیی لیلہ وہین بولا جاتا ہے کہ تمام رات جاگین پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو انکار تمام رات کے جاگنے کا کیا ہے وہ تہجد کی نسبت سے ہے نہ مطلقا تو اس بیان مین خود تمام رات جاگنے کو ارشاد فرماتی ہین۔ دوسرے یہہ کہ جن دو شب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو ثلث لیل تک اور نصف لیل تک پڑہا تہا تو بعد نصف شب کے آپ سوئے نہین کیونکہ وہ لیالی بہی داخل عشرہ تہین پہر بعد نصف شب کے غالب گمان یہہ ہے کہ نوافل پڑہے ہین کہ وہ تہجد تہین کیونکہ آپ کی عادۃ رات کو نماز ہی پڑہنے کی تہی بیٹہکر ذکر کرنا یا قرآن پڑہنا معتاد نہین اس سے بہی اختلاف دونون نمازون کا مظنون ہوتا ہے تیسرے یہہ کہ تراویح آپ نے ہمیشہ پڑہی کہ اول شب مین جو کچہ پڑہتے تہے وہ تراویح تہی اور آخر شب مین تہجد سو تراویح فعلا بہی سنت موکدہ ہوئی اور جو کچہ کہ آپ نے بخوف افتراض ترک کیا تہا وہ جماعت تداعی تہی نہ نفس تراویح۔ الحاصل ان سب وجوہ سے مغایرت تہجد و تراویح کی ظاہر ہے مگر ہان ایک نماز دوسرے کے قائم مقام ہوسکتی ہے کہ اگر تہجد کے وقت مین تراویح پڑہی جاوے تو تہجد بہی ادا ہوجاویگا اور یہہ امر سب نوافل مین ہے مثلاً اگر بوقت ضحے صلوۃ کسوف پڑہی جاوے تو صلوۃ کسوف قائم مقام صلوۃ ضحے کے ہوجاتی ہے اور اگر خسوف قمر کی نماز تہجد کے وقت پڑہی جاوے تو تہجد بہی ادا ہوجاتا ہی اگرچہ بحیثیت تراویح۔ تراویح تہجد سے جدی صلوۃ ہے اور صلوۃ کسوف صلوۃ ضحے سے اور صلوۃ خسوف صلوۃ تہجد سے مگر ثواب ہردو کا حاصل ہوجاتا ہے۔ علے ہذا وقت ضحے ایک ہے اور اسکے فضائل مین احادیث وارد ہین اور اول وقت اور آخر وقت دونون وقت مین نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ہردو نماز علیحدہ ہین مگر ایک کے پڑہنے سے ثواب وارد حدیث حاصل ہوجاتا ہے لہذا

لہذا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام رات نماز تراویح پڑہی تو تہجد کا بہی اُسمین تداخل ہوگیا اور اگر ثلث شب تک پڑہے یا نصف تک بجماعت تو باقی شب مین منفرداً نماز ادا ہونا بظن غالب معلوم ہوتا ہے مگر کسی راوی نے اسکو ذکر نہین کیا واللہ تعالے اعلم۔ بعد اسکے واضح ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قیام رمضان کے عدد رکعات کو قولاً محدود نہین فرمایا بلکہ مطلق صلوۃ کی رغبت دلائی اور مطلق حسب قاعدہ المطلق یجری علی اطلاقہ یہ چاہتا ہے کہ صلوۃ کسی ہیئۃ اور کسی عدد سے اگر ادا کیجاوے مامور مندوب ہوویگی دریں صورت پابندی کسی عدد کی نہین ہو سکتی بلکہ مامور مختار ہے جسقدر چاہے پڑہے ؎ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (الحدیث) وقال جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعا (الحدیث) وقال سننت لکم قیامہ (الحدیث) ان ہر دو حدیث مین بہی قیام رمضان کو مطلق ہی رکہا ہے کوئی عدد بیان نہین فرمایا ہے لہذا جیسا کہ تہجد پہلے سے مندوب تہا ایسا ہی قیام رمضان جو تراویح ہے مطلقاً اُمت پر و جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مندوب ہوا کہ ادنے اُسکے دو رکعت اور نہایت کی کوئی حد نہین اگرچہ ہزار یا کم زیادہ ہون۔ پس بعد اسکے اگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی عدد اکثر معمول فرمایا تو وہ سنت مؤکدہ ہو جاویگا اور جسکو احیاناً ادا فرمایا وہ مستحب رہیگا اور سوائے اسکے دیگر اعداد بہی مستحب رہینگے ہرگز بدعت نہین ہو سکتی اور یہ قاعدہ سب عبادات مین جاری ہے کہ مامور مطلق اُن اعداد مین جنکو وہ شامل ہے مطلق ہی مطلوب ہوتا ہے کسی عدد معین مین منحصر نہین ہوتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے التزام سے سنت مؤکدہ اور احیاناً کرنے سے مستحب اور ماسوائے اسکے بہی مستحب۔ مثلاً حق تعالےٰ نے فرمایا استغفروا ربکم الآیہ اس سے استغفار مطلوب ہے اگرچہ وجوباً ہو یا ندباً بعد اسکے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ تو اب اگر کوئی سبعین سے زیادہ استغفار کرے وہ اُسی امر مطلق کا فرد مطلوب ہوگا اُسکو بدعت نہ کہہ سکین گے۔ یہہ

؎ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قیام کرے رمضان مین اخلاص سے اور ثواب کی نیت سے بخشے جاینگے اُسکے پہلے گناہ

جزئیہ بطور تنظیر لکھا گیا ہے اہل علم بہت سے عبادات مستحبہ کو برین قیاس دریافت کرسکتے ہین بناءً علیہ جو صحابہ اور تابعین اور مجتہدین علماء نے اعداد رکعات اختیار کیے ہین چنانچہ اُنکا ذکر آگے کیا جائیگا وہ سب انہین احادیث کے افراد ہین کوئی اُنسے خارج نہین سب مامور مندوب ہین مگر علماء حنفیہ کے نزدیک جو عدد ان مین سے فعل یا قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بجماعت ثابت ہوا ہے اُسمین جماعت کو سنت کہین گے اور اُسکے سوائے مین جماعت کو بتداعی مکروہ فرمائینگے کیونکہ اُنکے نزدیک جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے مگر جس موقع مین کہ نص سے ثابت ہوچکی ہے وہان مکروہ نہین اسیواسطے کتب فقہ مین یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عدد تراویح مین شک ہوجاوے کہ اٹھارہ پڑہے یا بیس تو دو رکعت فرادی فرادی پڑہین نہ بجماعت بسبب اطلاق حدیث کے زیادہ ادا کرنا ممنوع نہین خواہ کوئی عدد ہو مگر جماعت بیس سے زیادہ کی ثابت نہین جسکا ذکر آگے آویگا الحاصل قولاً کوئی عدد معین نہین مگر آپ کے فعل سے مختلف اعداد معلوم ہوتے ہین چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کا قول جامع ترمذی مین ہے قال[1] احمد روی فی ذلک الوان لم یقض فیہ بشیء انتہے یعنے امام احمد نے کوئی فیصلہ نہین کیا اور کسی صورت کو مرجح نہین بنایا بلکہ سب کو جائز اور مستحب رکھا از انجملہ ایک دفعہ گیارہ رکعت بجماعت پڑہنا ہے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شب مین گیارہ رکعت تراویح بجماعت پڑہی[2] عن جابر انہ صلی بھم ثمان رکعات والوتر ثم انتظروہ فی القابلۃ فلم یخرج الیھم رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما انتہے مگر یہہ آٹھہ رکعت پڑہنا تراویح کا بجماعت مستلزم نفی زیادۃ کو نہین اسواسطے کہ ممکن ہے بلکہ مظنون ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] فرمایا امام احمد نے روایت کی گئی ہین اسمین کئی صورتین اور کچہ حکم نہ کیا امام احمد نے اس بارہ مین ۱۲-۱۲

[2] مروی ہے جابرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی صحابہؓ کے ساتھہ آٹھہ رکعتین اور وتر پھر انتظار کیا صحابہؓ نے آئیندہ کی رات مین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ نکلے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین ۱۲

اول آخر اس نماز کے منفرداً زیادہ پڑہی ہون اسواسطے کہ رمضان مین آپ احیاء تمام لیل کا کرتے تہے چنانچہ سابق مین گذرا اور دیگر لیالی مین بجماعت گیارہ رکعت سے زیادہ پڑہے ہون یا منفرداً آپ نے زیادہ پڑہی ہون اسکی نفی نہین ہوسکتی اسواسطے کہ حضرت جابر نے یہہ نہین کہا کہ آپنے ہر روز گیارہ رکعت پڑہین نہ یہہ کہا کہ سوائے اسکے اور کوئی رکعت نہین پڑہی بلکہ ایک دن کی صلوۃ بجماعت کا ذکر کرتے ہین اور بس۔ اور یہہ واقعہ فعل ہے کہ احتمال عموم کا نہین رکہتا اور نہ زیادہ رکعات کا معارض ہوسکتا ہے اسواسطے کہ تعارض کے لیئے وحدۃ زمان ومکان شرط ہے خصوصاً اس شب مین کہ آپ نے تمام شب سب کو جمع کرکے نماز پڑہی جیساکہ روایت ابوذر سے اوپر گذرا اگر اسمین گیارہ رکعت پڑہی جاتی تو تطویل قیام بالضرور کوئی راوی بیان کرتا جسطرح تاخیر سجود کو ذکر کیا ہے کیونکہ آٹہہ تو گہنٹہ مین آٹہہ رکعت پڑہنا نہایت دشوار ہوتا ہے تو یہہ تطویل قابل ذکر تہی جیساکہ صلوۃ کسوف کی تطویل کو ذکر کیا جاتا ہے لہذا عجب نہین کہ اس شب مین بیس رکعت پڑہی گئی ہون یا زیادہ اور منفرداً بہی آپ نے بیس رکعت بلکہ زیادہ پڑہی ہون اگرچہ ان تین شب کی عدد رکعات جو ابوذر نے نقل فرمایا کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا بیس رکعت بلکہ زیادہ پڑہی ہون اور وجہہ نہ نقل کرنے کی یہہ ہے کہ اعداد رکعات آپ کے مختلف تہے اور قولاً اعداد رکعات کی تعمیم تہی لہذا ہر روز کی اعداد کا ذکر کرنا کچہ ضرور نہین سمجہا گیا۔ اور ابن عباس سے ابن ابی شیبہ نے جو اپنے مصنف مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت پڑہنا نقل کیا ہے اگرچہ وہ روایت ضعیف ہے مگر مؤید ہے آثار صحابہ سے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت پڑہی ہین اور جمہور تابعین اور فقہاء کا اسپر عملدرآمد ہے جیساکہ عینی نے شرح بخاری مین لکہا ہے قلت روی عبدالرزاق فی المصنف عن داؤد بن قیس وغیرہ عن محمد بن یوسف عن السائب

۱؎ کہتا ہون مین روایت کی عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین داؤد بن قیس سے اور اوروں سے اُنہون نے محمد بن یوسف سے اُنہون نے سائب بن یزید سے کہ تحقیق حضرت عمرؓ نے جمع کیا لوگون کو رمضان مین

ابن یزید ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب و
علی تمیم الداری علی احدی و عشرین رکعۃ یقومون بالمئین وینصرفون فی بزوغ الفجر قلت
قال ابن عبد البر ہو محمول علی ان الواحدۃ للوتر و قال ابن عبد البر روی الحارث بن عبد الرحمن
ابن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عہد عمر بثلاث وعشرین رکعۃ
قال ابن عبد البر ہذا محمول علی ان الثلاث للوتر و قال شیخنا و ما حملہ علیہ فی الحدیثین
صحیح بدلیل ما روی محمد بن نصر من روایۃ یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید انہم کانوا
یقومون فی رمضان بعشرین رکعۃ فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ واما
اثر علی رضی اللہ تعالی عنہ فذکرہ وکیع عن حسن بن صالح عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء
عن علی رضی اللہ تعالی عنہ انہ امر رجلا یصلی بہم رمضان عشرین رکعۃ واما غیرہما
من الصحابۃ فروی ذلک عن عبد اللہ بن مسعود رواہ محمد بن نصر المروزی قال
اخبرنا یحیی بن یحیی اخبرنا حفص بن غیاث عن الاعمش عن زید بن وہب قال

سلہ ابی بن کعب اور تمیم داری کے پیچھے اکیس رکعۃ پر قیام کرتے تھے سو آیت والی سورتون کے ساتھ اور فارغ
ہوتے تھے صبح صادق کے طلوع کی قبیل کہتا ہون مین (یعنے عینی) کہا ابن عبد البر نے یہ محمول ہے اسپر کہ ایک رکعت
وتر کی تھی اور کہا ابن عبد البر نے روایت کی حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب نے سائب بن یزید سے کہا کہ
حضرت عمرؓ کی زمانہ مین قیام تیئس رکعت کے ساتھہ تہا کہا ابن عبد البر نے یہ محمول اسپر ہے کہ تین رکعتین وتر کی تھین
اور کہا استاذ ہمارے نے یہ مراد لینی ابن عبد البر کی صحیح ہے ساتھہ دلیل اُسکے کہ روایت کی محمد بن نصر نے روایت یزید بن
خصیفہ کی سی اُنھون نے سائب بن یزید سے کہ قیام کرتے تھے وہ رمضان مین بیس رکعۃ کے ساتھہ حضرت عمرؓ
کے زمانہ مین اور اثر حضرت علیؓ کا پس ذکر کیا اُسکو وکیع نے حسن بن صالح سے اُنھون نے عمرو بن قیس سے اُنھون
نے ابو الحسناء سے اُنھون نے حضرت علیؓ سے کہ اُنھون نے امر کیا ایک شخص کو کہ نماز پڑہے لوگون کے ساتھ بیس رکعۃ
اور لیکن حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا اور صحابہ پس روایت کی گئی ہے عبد اللہ بن مسعودؓ سے میرا ظن یہہ ہے
کہ روایت کرنے والے محمد بن نصر مروزی ہین کہا اُنھون نے خبر دے ہمکو یحیی بن یحیی نے اُنکو حفص بن غیاث نے

کان عبداللہ بن مسعود یصلے لنا فی شہر رمضان فینصرف و علیہ لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث واما القائلون بہ من التابعین فشتیر بن شکل وابن ابی ملیکۃ والحارث الہمدانی وعطاء بن ابی رباح وابو البختری وسعید بن ابی الحسن البصری اخو الحسن و عبد الرحمن بن ابی بکر و عمران العبدی وقال ابن عبد البر وھو قول جمہور العلماء وبہ قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقہاء وھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابۃ انتہی وقال الترمذی فی سننہ واختلف اہل العلم فی قیام رمضان فرأی بعضہم ان یصلے احدی واربعین رکعۃ مع الوتر وھو قول اہل المدینۃ والعمل علی ھذا عندہم بالمدینۃ واکثر اہل العلم علی ما روی عن علی و عمر و غیرہما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارکؒ والشافعی وقال الشافعی وھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ وقال احمد روی فی ذلک الوان لم یقض فیہ بشیٔ وقال اسحاق بل نختار احدی واربعین رکعۃ علی ما روی عن ابی بن کعب انتہی

انہوں نے اعمش سے سنا اعمش نے زید بن وہب سے کہا انہوں نے کہا اُسنے تھے عبداللہ بن مسعود پڑھتے ہمارے ساتھ رمضان کے مہینہ میں اور فارغ ہوتے تھے کچھ رات سے کہا اعمش نے کہ بیس رکعتیں تراویح کی تھیں اور تین وتر کی لیکن قائل بیس کے تابعین میں سے پس شتیر بن شکل اور ابن ابی ملیکہ اور حارث ہمدانی اور عطاء ابن ابی رباح اور ابو البختری اور سعید بن ابی الحسن البصری بھائی حسن بصری کی اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عمران عبدی ہیں اور کہا ابن عبد البر نے یہی ہے قول اکثر علماء کا اور اسی کے قائل ہیں کوفہ کے علماء اور امام شافعی اور اکثر فقہاء اور یہی ثابت ہے ابی بن کعب سے بدون خلاف کسی صحابی کے اور کہا ترمذی نے اپنی سنن میں کہ اختلاف کیا اہل علم نے قیام رمضان میں پس اعتقاد کیا بعض نے اس بات کا کہ اکتالیس رکعۃ پڑھے وتر کے سمیت اور یہی ہے قول مدینہ والوں کا اور اسی پر عمل کرتے ہیں وہ اور اکثر اہل علم اسپر عمل کرتے ہیں جو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور صحابہ آنحضرت سے مروی ہے یعنے بیس رکعۃ اور یہی ہے قول سفیان ثوری کا اور ابن مبارک کا اور امام شافعی کا اور فرمایا امام شافعی رحمہ اللہ نے ایسے ہی پایا ہمنے اہل مکہ کو بیس رکعۃ پڑھتے ہوئے اور فرمایا امام احمد نے روایت کی گئی ہیں اسمیں کئی صورتیں اور نہ حکم کیا اسمیں کسی طرح کا اور فرمایا اسحق نے بلکہ ہم پسند کرتے ہیں اکتالیس رکعۃ جیسے کہ روایت کی گئی ابی بن کعب سے ۱۲

اور کتب مین بہی یہہ اور اس سے زیادہ منقول ہے اسکے ذکر مین تطویل ہے خلاصہ یہ کہ عبداللہ بن مسعود جنکے باب مین یہہ حدیث وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمسکوا بعہد ابن مسعود (الحدیث) وکان اقرب الناس ھدیا ودلا وسمتا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابن مسعود (الحدیث) بیس رکعۃ پڑہتے اور اُسی کا امر فرماتے تہے تو یہہ عدد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اُنکو محفوظ تہا اسیواسطے اسکا التزام کیا اگرچہ ایک ہی دوبار سہی کہ لسنن کے واسطے ایک دفعہ کا فعل بہی کافی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنکے باب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر وعمر مطلق اقتداء کا حکم تمام امور مین فرمایا اُنہون نے بیس کا امر فرمایا اور نیز خلفاء ثلثہ عمر وعثمان وعلی جب کہ ان ہرسہ نے بیس کا امر فرمایا تو بمقتضاء علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین اسکا عمل اُمت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لازم فرمایا اور تمام صحابہ موجودین زمانہ عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے کبہی اسپر انکار نہ فرمایا اور برغبت قبول فرمایا یہہ اول دلیل ہے اس بات پر کہ سب کے نزدیک یہہ عدد عشرین یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے انکے نزدیک محفوظ تہا کہ کسی نے اسپر اعتراض نہ کیا اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمجہکر اسپر عمل کیا اور یا یہہ کہ اطلاق قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شمت اس عدد کا ہی سمجہا اور بطیب خاطر اسکو قبول فرمایا لہذا اس عدد کو مسنون ہی کہا جائیگا اور اسپر کسی وجہہ سے شائبہ لفظ بدعت کا رکہنا سخت مذموم ہوگا کیونکہ اولا مطلق قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سب اعداد مطلقا مسنون ہوگئے ہین ثانیا خود فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احیانا اسکا استحباب ثابت ہوا ثالثا جن صحابہ کے اقتداء پر ہمکو تاکید کی گئی تہی اُنکے

سلہ پورا عمل کرو ابن مسعود کی وصیت پر سلہ اور تہی اقرب لوگون مین سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ازروے سیرۃ کے اور چال چلن کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۱۲ سلہ اقتدا کرو ساتہ اُن دو کے جو بعد میرے ہونگے یعنے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ۱۲ سلہ لازم بناو اپنے پر عمل میری سنۃ کا اور سنۃ خلفاء کا جو اوروں کو ہدایت کرنیوالی اور وہ ہدایت یافتہ ہین ۱۲

فعل سے یہہ عدد ثابت ہوا تو گویا ان صحابہ کا فرمانا اور عمل کرنا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی فرمانا
اور عمل کرنا تہا۔ رابعًا سوائے اُن صحابہ کے دیگر صحابہ جو صدہا تہے کسی نے اسپر انکار نہ کیا اور
سب نے اسکو بطیب خاطر قبول فرمایا پس بعد اسکے کونسی دلیل کی حاجت ہے اور اس فعل حضرت
عمر کی روایات صحیح ہین اور یزید بن رومان کی حدیث مین ہر چند کہ انقطاع ہے مگر اولا حدیث منقطع موطا
کی خود صحیح ہے کہ امام مالک صاحب کے یہان اور سب محدثین کے یہان قبل از شافعی سے منقطع
ثقہ کی صحیح ہوتی تہی اور ابن عبد البر کہتے ہین کہ جتنے منقطعات مالک کی ہین اُنکا اتصال ہمنے
دوسری اسند سے دریافت کرلیا ہے سوا چار روایت کے کہ یہہ روایت فعل حضرت عمر کی
اُن چار غیر ثابت الاتصال مین داخل نہین اور سائب بن یزید کی روایات جو اوپر مذکور ہوئین
اُسکے مؤید ہین اور یہہ صحیح ہین اور فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین بہی کوئی تعارض نہین کہ
اولا گیارہ کا حکم کیا تہا اور پہر اکیس کا اور پہر تیئیس کا اور چونکہ اس مین بہی اختلاف زمان ہے
لہذا نہ اسمین تعارض ہے اور نہ ضعف ہے۔ اور اگر یون کہا جاوے کہ اول دفعہ آٹہہ تراویح
تہی اور تین وتر اور دوسری دفعہ اٹہارہ تراویح اور تین وتر اور تیسری دفعہ مین بیس تراویح اور تین
وتر تو درست ہے اور یہہ ہر سہ فعل باوقات مختلفہ صحابہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے معلوم تہے لہذا یہہ سب سنت ہین اور کوئی معارض ایک دوسرے کے نہین اور حضرت
عائشہ صدیقہ کی روایت اوپر معلوم ہو چکا کہ تہجد مین ہے نہ تراویح مین سو وہ معارض بیس کے
نہین ہوسکتی اور اگر بالفرض ہم دونون صلوۃ کو ایک ہی تسلیم کرین تاہم کچہ معارضہ نہین اسواسطے
کہ یہہ قول حضرت عائشہ کا اکثریہ ہے نہ کلیہ اور اگر اسکو کلیہ کہا جاوے تو خود حضرت عائشہ تیرہ
کی روایت کرتی ہین چنانچہ امام مالک موطا مین روایۃ فرماتے ہین اور یہہ پہلے بہی گذر چکی
ہے عن عائشۃ[۱] قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلے باللیل ثلث عشرۃ رکعۃ
ثم یصلے اذا سمع النداء للصبح برکعتین خفیفتین (الحدیث) پس اگر وہ روایت کلیۃ قرار دی جاوے تو یہ

[۱] مروی ہے حضرت عائشہ سے کہ تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے رات مین تیرہ رکعتین پہر پڑہتے تہے جب اذان صبح کی ہوجاے اور دو رکعتین ہلکی ۱۲

روایت غلط ہو جاویگی اور حضرت ابن عباس وغیرہ کا تیرہ رکعت روایۃ کرنا جو صحیحین مین ہے
غلط ہو جاویگا پس یا اس روایۃ کو اکثر یہ بنایا جاوے تاکہ سب روایتین صحیح رہین یا عدم علم
حضرت عائشہ کے اوپر حمل کیا جاوے اور عدم علم پر حمل کرنا ظاہر ہے کہ غیر مناسب ہے پس
جیساکہ تیرہ رکعت کی حضرت عائشہ سے اور دیگر صحابہ سے تصحیح ہو گئی ایسا ہی اٹھارہ اور
بیس اور زاید کی بہی تصحیح ہوسکتی ہے اور جیساکہ تیرہ اور گیارہ مین تعارض نہین ہے ایسا ہی
بیس مین تعارض نہ رہیگا بہر حال اُس حدیث ابن عباس کے موئیدات موجود مین پہر اسکے
ضعف پر کیا نظر کیجاویگی اگر بمقابلہ گیارہ کے روایت کی صحت تیرہ رکعت کو معتبر کیا جاتا
ہے تو بیس رکعت کی روایات صحیحہ جو صحابہ کے فعل سے معتبر ہوئین کس طرح معتبر نہ ہونگی
بلکہ افعال صحابہ بہی حسب ارشاد جناب فخر عالم علیہ السلام کے مثل فعل رسول اللہ ہی کے
ہونگے اب رہی یہہ بات کہ بیس کے فعل کی نسبت خلفاء ثلثہ کی طرف ہے اور خلیفہ اول
سے یہہ فعل سرزد نہین ہوا تو کچہ حرج نہین اسواسطے کہ خلفاء صیغہ جمع کا ہے اور اسپر الف
لام داخل ہوا ہے اور قاعدہ عربیت کا ہے کہ جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو
وہ معنے عموم کے دیتا ہے جمع اور واحد کو دونون کو مثلاً لا اتزوج النساء اگر کہے تو جیسا
کہ بہت عورتون کے نکاح کرنے سے حانث ہوگا ایسا ہی ایک اور دو سے بہی حانث ہو جاتا
ہے جیساکہ لا یحل لک النساء من بعد مین ممانعت نکاح ایک کی اور بہت کی ثابت ہوتی
ہے پس تین خلیفہ کا عمل اُسپر ہونا کافی ہے اور اگر ایک خلیفہ بہی اُسکے اوپر عمل کرتے جب
بہی کافی تہا چہ جائیکہ تین خلیفہ نے یہہ کام کیا اور سب صحابہ نے اُسپر اجماع کیا اور مراد
سنت الخلفاء سے حدیث مین وہ امر ہے کہ اصل اُسکی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ مین
موجود ہو مگر شیوع اُسکا نہین ہوا پہر کسی خلیفہ نے اُسکا شیوع کر دیا سو وہ فی الحقیقت سنت
رسول اللہ ہی ہے مگر چونکہ اُسکا شیوع خلفاء سے ہوا اسواسطے اُسکو سنت الخلفاء فرمایا پس
سنت الخلفاء وہی ہے کہ اصل اُسکی سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین موجود ہو سو رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو یہہ کہا تہا کہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین نہ اُس امر کو کہ مخالف سنت رسول اللہ ہو کیونکہ جو امر مخالف سنت رسول اللہ ہو گا وہ امر بدعت ہو گا اور صحابہ بہی اُسی سنت خلفاء کو التزام کرتے تہے کہ جسکی اصل سنت رسول اللہ مین موجود ہو اور خلفاء کی سنت بہی ایسی ہی ہوتی تہے اور جب تک کہ صحابہ کو سنت خلفاء کی اصل نہ معلوم ہوتی تہی وہ قبول نہ کرتے تہے مثلاً جس وقت کہ شیخین نے زید بن ثابت کو بلاکر جمع قرآن کے واسطے کہا تو چونکہ زید کو یہہ امر بدعت معلوم ہوا تو یہہ جواب دیا کہ کسطرح کرتے ہو تم اُس عمل کو جسکو رسول اللہ نے نہین کیا اور زید کہتے ہین اگر شیخین مجکو پہاڑ نقل کرنیکا حکم دیتے تو وہ میرے نزدیک سہل تہا اس امر سے اور اسکی وجہہ وہی تہی کہ اسکو وہ بدعت سمجہہ رہے تہے لہذا اونہون نے اُسکو قبول نہ کیا یہانتک کہ حضرت صدیق نے اُنکو سمجہا دیا کہ یہہ بدعت نہین بلکہ سنت ہی ہے اُسوقت اُنہون نے قبول فرمالیا یہہ قصہ بخاری مین موجود ہے [1] عن عبید بن السباق ان زید بن ثابت قال ارسل الی ابو بکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیر من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر ھذا واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک

---

[1] مروی ہے عبید بن سباق سے کہ تحقیق زید بن ثابت نے فرمایا کہ بہیجا کوئی آدمی حضرت ابو بکرؓ نے میری طرف جبکہ یمامہ والون کے ساتہہ مقاتلہ تہا پس ناگاہ حضرت عمرؓ کو بہی وہان پایا فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ حضرت عمرؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ قتل شدید ہوا ہے یمامہ کے مقاتلہ مین قرآن کی قاریون پر اور مین ڈرتا ہون کہ اگر ایسے ہی قتل رہا قاریون پر اور طرفون مین تو اکثر کلام اللہ ہمارے ہاتہون سے جاتا نہ رہیگا اور مناسب مجہے یون معلوم ہوتا ہے کہ آپ امر کرین کلام اللہ جمع کرنیکا کہا مینے (یعنے حضرت ابو بکر نے) عمرؓ کے تئین کیسے تجویز کرتا ہے تو ایسی بات کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کی کہا حضرت عمرؓ نے یہہ بات واللہ اچہی ہے پس

ورایت فی ذلک الذی رای عمر قال زید قال ابو بکر انک رجل شاب عاقل لانتہمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتتبع القرآن فاجمعہ فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ماکان اثقل علی مما امرانی بہ من جمع القرآن قلت کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قبول کرنا صحابہ کا سنت خلفاء کو اسوقت ہوتا تہا کہ اُنکے نزدیک وہ سنت موافق سنت رسول اللہ کے ہوتی تہی پس یہہ سنت عشرین رکعت بہی ایسی ہی ہے کہ اسکی اصل سنت رسول اللہ مین موجود ہے اسیواسطے تمام صحابہ نے اُسوقت مین اُسکو قبول کیا اور اُسپر عامل رہے اور کسیوقت کسی ایک نے بہی صحابہ مین سے اسپر انکار نکیا نہ اسکو مخالف سنت رسول اللہ سمجہا اگرچہ بعض نے اُسپر عمل نہ کیا ہو بلکہ دوسرے عدد پر عمل کیا ہو کہ وہ بہی سنت سے اُنکے نزدیک ثابت تہا مگر انکار ہرگز کسی نے نہین کیا اگر کسی کو دعوے ہے تو ظاہر کرے پس جب اجماعًا اسکا ثبوت بلا انکار قرن صحابہ مین ہو گیا تو یہہ مجمع علیہ ہو گیا اور سنت رسول اللہ ہونا اسکا واضح ہو گیا قال علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ پس بعد ایسی دلیل قطعی کے کسی اہل فہم کو جسارۃ نہو گی کہ اُسکو بدعت کہے مگر ہان اسکو بہی سنت جانکر دوسرے عدد پر جو کہ سنت سے ثابت ہے اس سے کم یا زیادہ اگر اُسپر عمل کرے تو ملامت نہین مگر اُن لوگون پر کہ جو آٹھہ رکعت پر قناعۃ کرتے ہین۔

رہے حضرت عمرؓ اصرار کرتے یہانتک کہ جمادیا اللہ نے سینہ میرا اسبات پر اور سمجھ گیا مین وہ بات جو حضرت عمرؓ سمجہی کہا زید بن ثابت نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے تحقیق تو توانا اور عاقل ہے نہین تہمت جانتے ہم تمکو اور البتہ تہے تم لکہتے وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لیے پس جستجو کر کلام اللہ کی اور جمع کر اُسے دکہا زیدؓ نے پس قسم اللہ کی اگر تکلیف دیتے مجہے کسی پہاڑ کے اُٹہانے کے نہ گران گزرتا مجہپر اُس سے کہ امر کیا اُن دونے یعنے جمع کرنا کلام اللہ کا پس عرض کی مینے کیسے تجویز کرتے ہو تم ایسے چیز کہ نہین کیا اُسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا حضرت ابوبکر نے یہ بات واللہ اچہی ہے پس ایسے ہی رہا ہے حضرت ابوبکرؓ اصرار کرتے یہانتک کہ جمادیا اللہ نے جی میرا اُسبات پر کہ جمے تہے اُسپر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ۱۲

؎ فرمایا آنحضرت نے نہ اکٹہی ہو گی اُمت میری گمراہی پر ۱۲

اور اس سے زیادہ سے اعراض کرتے ہین بسبب ترک کردینے سنت خلفاء راشدین کے کہ فی نفس الامر وہ بھی سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور بقول علیہ السلام علیکم[1] بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ جو کہ امر ہو کا ہے شایبہ التزام ضرور ہوگا کیونکہ مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دونون سنتون کا معمول بنانا ہے یہ حکم نہین فرمایا کہ میری سنت کو لیکر خلفاء کی سنت کو ترک کردو بلکہ دونون پر التزام کرو وکما لا یخفے مگر اسکو بدعت کہنا نہایت زبون اور شنیع ہے بعد اسکے کسی دلیل کی حاجت نہین اب روایت فتح الباری شرح بخاری کی نقل کیجاتی ہے کہ جس سے مذاہب علماء وفقہاء دریافت ہو جائین اگرچہ اوپر کی عبارات سے بھی معلوم ہو گئے تھے مگر اسمین زیادہ بسط ہے قال فی فتح الباری[2] الخ لم يقع في هذه الرواية عدد الركعات التي كان يصلي بها ابي بن كعب وقد اختلف في ذلك ففي الموطا عن محمد بن يوسف عن السائب بن يزيد انها احدى عشرة ركعة ورواه سعيد بن منصور من وجه اخر وزاد فيه وكانوا يقرءون بالمئين ويقومون على العصي من طول القيام ورواه محمد بن نصر المروزي من طريق محمد بن اسحاق عن محمد بن يوسف فقال ثلث عشرة ورواه عبد الرزاق من وجه اخر عن محمد بن يوسف فقال احدى وعشرين وروى مالك من طريق يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد عشرين ركعة وهذا محمول على غير الوتر وعن يزيد بن رومان

---

[1] لازمی بنالو سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی جو کہ ہدایت یاب ہین کچلیون سے پکڑو اسے (یعنی پوری اہتمام سے) [2] بخاری کی اس روایت مین تراویح کی تعداد مذکور نہین ہوئی جو ابی بن کعب پڑھایا کرتے تھے اور اسمین مختلف روایتین آئے ہین مؤطا مالک مین محمد بن یوسف سے روایت ہے کہ سائب بن یزید صحابی کہتے ہین کہ وہ گیارہ رکعت تھین اور یہی روایت (گیارہ والی) کو سعید بن منصور نے بھی دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور یہہ بھی روایت کیا ہے کہ وہ مئین سورتین پڑھا کرتے تھے اور طول قرأت کے سبب عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور روایت کیا اسکو محمد بن نصر مروزی نے محمد بن اسحق کے طریق سے وہ محمد بن یوسف سے اور اُسمین تیرہ رکعت بیان کی ہین اور عبد الرزاق نے دوسرے طریق سے محمد بن یوسف سے

قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلث وعشرین وروی محمد بن نصر من طریق عطاء قال ادرکتہم فی رمضان یصلون عشرین رکعۃ وثلث رکعات الوتر والجمع بین ھذہ الروایات ممکن باختلاف الاحوال ویحتمل ان ذلک الاختلاف بحسب تطویل القراءۃ وتخفیفہا فحیث یطیل القراءۃ تقل الرکعات وبالعکس وبذلک جمع الداؤدی وغیرہ والعدد الاول موافق لحدیث عائشۃ المذکور بعد ھذا الحدیث فی الباب والثانی قریب منہ والاختلاف فیما زاد علی العشرین راجع الی الاختلاف فی الوتر وکانہ کان تارۃ یوتر بواحدۃ وتارۃ بثلاث وروی محمد بن نصر من طریق داؤد بن قیس قال ادرکت الناس فی امارۃ ابان بن عثمان وعمر بن عبد العزیز یعنی بالمدینۃ یقومون بست وثلاثین رکعۃ ویوترون بثلث وقال مالک ھو الامر القدیم عندنا وعن الزعفرانی عن الشافعی رایت الناس یقومون بالمدینۃ بتسع وثلاثین وبمکۃ بثلث وعشرین ولیس فی شئ من ذلک ضیق وعنہ قال ان

اکیس رکعت روایت کی ہین اور مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے اُسنے سائب بن یزید سے بیس رکعت کی روایت کی ہے اور یہہ سوائے وتر کے محمول ہین اور یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین تیئیس رکعت پڑہا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطاء کے طریق سے روایت کی ہے کہا عطاء نے کہ مینے لوگون کو پایا ہے کہ تیئیس رکعت مع وتر پڑہتے تھے ان روایات مین یون تطبیق دیجاسکتی ہے کہ یہہ سب روایتین مختلف اوقات پر محمول ہین (یعنے کبھی گیارہ رکعت اور کبھی تیرہ اور کبھی اکیس کبھی تیئیس پڑہتے تھے) اور یہہ بھی احتمال ہے کہ رکعتون کی کمی زیادتی قراءت کے زیادہ اور کم ہونے کے باعث سے ہے جب قراءت زیادہ پڑہتے تو رکعتین کم کردیتے اور بالعکس اسی تطبیق کے ساتہہ داؤدی وغیرہ اہل علم نے جزم کیا ہے اور پہلا عدد گیارہ رکعت کا انحضرت کے فعل کے موافق ہے جو اسی باب مین حضرت عائشہ کی حدیث مین مذکور ہے اور دوسرا عدد تیرہ رکعت کا بھی اُسی کے قریب ہے اور بیس سے زیادہ یعنے اکیس اور تیئیس مین جو اختلاف ہے وہ وتر کی کمی زیادتی کی وجہ سے ہے کبھی ایک وتر پڑہتے تو اکیس ہوجاتین اور تین پڑہتے تو تیئیس اور محمد بن نصر نے روایت کی ہے

اطالوا القیام و اقلوا السجود فحسن و ان اکثروا السجود و اخفوا القراءۃ فحسن والاول احب الی و قال الترمذی اکثر ما قیل فیہا انہا تصلی احدی و اربعین رکعۃ یعنی بالوتر کذا قال و قد نقل ابن عبد البر عن الاسود بن یزید تصلی اربعین و یوتر بسبع و قیل ثمان و ثلثین ذکرہ محمد بن نصر عن ابن ایمن عن مالک و ہذا یمکن ردہ الی الاول بانضمام ثلث الوتر لکن صرح فی روایتہ بانہ یوتر بواحدۃ فتکون اربعین الا واحدۃ قال مالک و علی ہذا العمل منذ بضع و مائۃ سنۃ و عن مالک ست و اربعون و ثلث الوتر و ہذا ہو المشہور عنہ و قد رواہ ابن وہب عن العمری عن نافع قال لم ادرک الناس الا وہم

کہ داؤد بن قیس کہتے ہیں کہ مینے ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے عہد مین لوگون کو مدینہ مین چھتیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے پایا ہے مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی قدیم سے رائج ہے اور زعفرانی کہ روایت ہے کہ شافعی نے کہا کہ مین نے لوگون کو مدینہ مین انتالیس اور مکہ مین تیئیس رکعت تراویح پڑھتے دیکھا ہے اور ان مین کسی بات پر تنگی نہین ہے اور شافعی ہی سے روایت ہے کہ اگر لوگ قیام کو لمبا اور رکعتون کو کم کرین تو اچھا ہے اور اگر رکعتین زیادہ پڑھین اور قرأت کو کم کردین تو بھی اچھا ہے لیکن قرأت کو زیادہ کرنا اور رکعتون کو کم کرنا میرے نزدیک محبوب تر ہے ترمذی نے کہا زیادہ سے زیادہ اکتالیس رکعت تک مروی ہے یعنے وتر سمیت۔ ترمذی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور تحقیق ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ اسود بن یزید سینتالیس رکعت پڑھتے تھے اور بعض نے کہا اڑتیس ۳۸ رکعت۔ اسکو محمد بن نصر نے بروایت ابن ایمن مالک سے روایت کیا ہے اور اسکے ساتھ تین وتر لانے سے وہی اکتالیس ہوسکتی ہین لیکن اس مین ایک وتر کی تصریح کی ہے تو انتالیس رکعت ہوئین مالک نے کہا کئی اوپر سو برس سے اسی پر عمل چلا آیا ہے اور مالک سے چھتیس رکعت نفل اور تین وتر بھی منقول ہین اور مشہور انسے اسیطرح ہے اور تحقیق ابن وہب نے عمری سے اور عمری نے نافع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین مینے جن (لوگون) کا زمانہ پایا ہے۔ وہ انتالیس رکعت پڑھتے تھے کہ تین ان مین وتر ہوتی اور زرارۃ بن اوفی تابعی سے روایت ہے کہ وہ بصرہ مین لوگون کو علاوہ وتر کے چونتیس ۳۴ رکعت پڑھاتے تھے اور سعید بن جبیر (تابعی کبیر) سے

یصلون تسعا وثلثین یوترون منہا بثلث وعن زرارۃ بن اوفی انہ کان یصلی بہم بالبصرۃ اربعا وثلثین ویوتر وعن سعید بن جبیر اربعا وعشرین وقیل ست عشرۃ غیر الوتر روی عن ابی مجلز عن محمد بن نصر واخرج من طریق محمد بن اسحق حدثنی محمد بن یوسف عن جدہ السائب بن یزید قال کنا نصلی زمن عمر فی رمضان ثلث عشرۃ قال ابن اسحق وھذا اثبت ما سمعت فی ذلک وھو موافق لحدیث عائشۃ فی صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل واللہ اعلم انتہی الحاصل گیارہ رکعت تراویح سے جو زیادہ عدد منقول ہین اُسپر کسی نے قرون ثلثہ مین انکار نہین کیا اگرچہ عمل اُسپر نہ کیا ہو تو بس جواز و سنت جملہ اعداد پر اجماع ہو گیا بعد از ان قرون کے اگر کسی نے اُسپر انکار کیا تو وہ قابل التفات کے نہین لہذا بیس رکعات کو یا اوس سے زیادہ کو بدعت کہنا ہرگز سزاوار نہین چنانچہ واضح ہو گیا اور یہہ مدعا در صورۃ اتحاد دونون صلوۃ کے بہی حاصل ہے بحث تفرقہ ہر دو صلوۃ کے بسبب سوال سائل کی گئی اگرچہ رائے بعض علماء سلف سے یہ رائے خلاف ہو فقط واللہ تعالے اعلم

کتبہ الاحقر

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی　　۲۰ شوال ۱۳۰۵ھ

رشید احمد

علاوہ وتر کے چوبیس رکعت کی روایت ہے اور بعض نے کہا علاوہ وتر کے سولہ رکعت سو ایت کیا اسکو محمد بن نصر نے ابی مجلز (تابعی) سے اور محمد بن نصر نے محمد بن اسحق سے روایت کی ہے کہ مجکو محمد بن یوسف نے حدیث کی کہ اونکی دادا سائب بن یزید صحابی نے کہا کہ ہم حضرت عمر کے زمانہ مین تیرہ رکعت تراویح پڑہا کرتے تہے ابن اسحق تابعی کہتے ہین کہ اساتذہ سے جو ہمنے سُنا ہے اسمین یہی تیرہ رکعت کی زیادہ ثابت ہین اور وہ آنحضرت کی نماز شب کے موافق یہی ہے جو حضرت عائشہ کی حدیث مین مذکور ہے۔

اشتہار

کنز الدقائق مع شرح عربی الموسوم بکنوز الحقائق مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

یہ شرح حاشیہ پر بہ ہندسہ چڑھائی گئی ہے اور یہ تمام شروح معتبرہ مثل عینی و مستخلص و فتح المعین و بحر الرائق و طائی وغیرہ بڑی بڑی نایاب کتابونکا لب لباب ہے جسکو فاضل اجل مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اور علمائی دیوبند نے مطبع کی خواہش وصرف سے مرتب کیا ہے یہ کتاب اپنی تمام شروح کی حامل ہے اس نے معلمین و متعلمین دونون کو بڑی بڑی ضخیم کتابون اور قیمتی شرحون سے مستغنی کردیا ہے۔

سبیل الرشاد مجتبائی

مولفہ حامی شریعت زیب طریقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ در جواب استفسار آمین و رفع یدین و قرءۃ فاتحہ خلف الامام اور صحابی اور تابعی کی تعریف اور لقاے رویۃ کا فرق اور امام ابوحنیفہ رح تابعی تھے یا نہین اور اُنکی مرویات قوی ہین یا ضعیف اور زمانہ خیر القرون کس ملک تک تھا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے جملہ امور کا جواب باصواب تحقیق و انصاف کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

جہان تک نظر انصاف سے دیکھا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انشاء اللہ تعالی علمائے با انصاف نہایت محظوظ ہون گے اور دل سے پسند فرمائینگے۔

جوہرہ نیرہ شرح قدوری مطبوعہ مجتبائی

یہ وہ نایاب شرح ہے جسکی نظیر آج روئے زمین پر پائی نہین جاتی حل مطالب اور تحقیق معانی مین تمام شروح پر فوق لے گئی ہے اسکے مصنف مشہور اور محقق اساتذہ سے ہین اس شرح کے مستند ہونے کی اس سے زیادہ اور کیا شہادت پیش کی جاسکتی ہے کہ بڑے بڑے معتبر فتاوون مین وثوق کے ساتھ اسکے اقوال لیے گئے ہین اور بڑے بڑے فقہا نے سنداً اس کتاب کے حوالے دیے ہین شارح رحمہ اللہ نے جو کام کیا ہے علماء کے لیے ایک عمدہ ذخیرہ ہے۔ عبارت عربی نہایت سلیس اور غایہ درجہ کی فصیح ہے کتاب کا اصل مطلب نہایت خوبی سے بیان کیا ہے اور اختلاف مذاہب اور ہر مذاہب کے دلائل بیان کرکے مذہب حنفی کی ترجیح کی وجوہ قائم کیے ہین اور مفتی بہ مسئلہ بتایا ہے۔ بعض بعض مناسب مقام پر مجتہدین کے مناظرے اور خصوصاً امام صاحب کے بڑے بڑے دلچسپ مباحثے بھی نقل کیے ہین۔ استدلال کے وقت عرب کے محاورات اور اُن کے اشعار سے بھی کام لیا ہے منظومہ امام صاحب اور امام ابو یوسف کے (جو اس زمانہ مین نایاب ہین) اشعار نقل کیے ہین جو ایک ایک شعر بجاے خود فقہ کا مخزن ہے عقلی و نقلی دونون طرح کے دلائل لکھے ہین اور اختلافی مسائل مین احادیث کا تعارض نہایت خوبی کے ساتھ اُٹھایا ہے اصل کتاب کے بعد فروعات اور جزئیات کے لکھنے مین نہایت کوشش کی ہے

شروط المذاہب مجتبائی

یہ بڑی عمدہ اور معتبر کتاب ہے مسائل صوم و صلوۃ کے متعلق چارون اماموں کے مفتی بہ مسائل لکھے ہین جسکی دیکھنے سے فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ فلان مسئلہ فلان امام کے مذہب مین اس طرح ہے ہر شخص کے لئے ضرور ہے کہ اس کتاب کو اپنے پاس رکھے۔

شرح فقہ اکبر لابی المنتہی مجتبائی دہلی۔

مطبع نے علاوہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کی یہ شرح بھی طبع کی ہے جو بہت مستند ہے

ان کتابون کے علاوہ علوم و فنون کی کتابین مطبع مجتبائی دہلی سے مل سکتی ہین محمد عبد الاحد پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ ستمبر ۱۸۹۸ع۔